مزارات پر عورتوں کی حاضری

از

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷؍ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲؍ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

مزارات پر

عورتوں کی حاضری

نام تاریخی

جُمَلُ النُّوْرِ فِیْ نَهْیِ النِّسَآءِ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ

۱۳۱۹ھ

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ حضرت شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

فیکس: ۰۲۲-۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶

باسمہٖ تعالیٰ

کتاب ـــــــــ جُمَلُ النُّورِ فِی نَھْیِ النِّسَاءِ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ

مصنف ـــــــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر ـــــــــ رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سن اشاعت ـــــــــ ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸ء

طباعت ـــــــــ رضا آفسٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۲۰۶

سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

قیمت ـــــ

حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ان عظیم ہستیوں میں شمار ہوتا ہے جن کا ورود مسعود تاریخ کے اس حصہ میں ہوتا ہے جبکہ تمام اطراف وجوانب سے شجرہائے اسلام کو باطل قوتیں نیست و نابود کرنے کی ناکام کوششیں کرتی ہیں۔ اور راہِ اسلام کو قسم قسم کے سبز باغ دکھا کر باطل کے دام میں پھنسا کر اتباع شیاطین پر لا کھڑا کرنے کے لیے ہمہ روز گامزن رہتی ہیں۔ ایسے وقت میں ہزارہا گردشِ لیل و نہار لوگوں کی ان دعاؤں اور آرزوؤں میں کٹ جاتی ہیں کہ پروردگار عالم ایک عظیم انسان پیدا فرما جو جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ کا مظہر ہو ـــــ تب کہیں جاکر ایسی شخصیت لوگوں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے جو دین و دنیا کے وہ کام جو عام لوگ صدیوں میں نہیں کر پاتے تھوڑی مدت میں کر جاتی ہے اور دنیا اس کے کارنامے دیکھ کر انگشت بدنداں اور متحیر رہ جاتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کے پیچھے کوئی خدائی طاقت ضرور کار فرما ہے جو اس سے اتنے عظیم کام انجام دلاتی ہے۔ پھر ایسی شخصیت کو آخر کار دنیا "مجدد دین وملت" کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

میری گفتگو "چودہ صدی کے مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان" کے بارے میں ہے جن کے بیشمار کارنامے اور تصانیف کثیرہ سے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ وقت کا بہت بڑا سانحہ ہے کہ آج مسلمان اس مجدد کی پچاس علوم و فنون پر لکھی ہوئی کتابوں کی اشاعت تو درکنار کتنی کتبِ نادرہ محفوظ بھی نہ رکھ سکے۔ اگرچہ

اشاعتی کام معمولی نہیں، اس میں ہزارہا دقتیں سامنے آتی ہیں بسیکڑوں مسائل
تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ ساتھ ہی مال و دولت کی فراوانی بھی چاہیئے اس لحاظ
سے یہ کام اہلِ دُوَل کا تھا۔ مگر اسلام کی طرف سے ان کی توجہ زیادہ ترہٹ جانے
کی وجہ سے غریب مسلمانوں ہی نے یہ بیڑا اٹھایا۔ ہاں اس موضوع پر المجمع الاسلامی
کا ذکر بے جا نہ ہوگا جس نے اپنی داد آفریں کاوشوں کا ثبوت دیا۔ اور اسی اکیڈمی
کی تحریک اور کارناموں کو دیکھ کر ہمارے مدرسہ فیض العلوم کے طلبہ میں بھی اشاعتی
خدمات کا جوش، و جذبہ پیدا ہوا ـــــ لیکن اتنا بڑا کام ان کے بس کا نہیں تھا،
مگر استاذ گرامی حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی دامت برکاتہم کا بہت بڑا احسان
ہے جنہوں نے اس مقصد کی تکمیل پر انہیں ڈھارس بندھائی اور اعلیحضرت کی
کتاب جُمَلُ النُّور فِی نَھْیِ النِّسَاءِ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْر جسے آج عام لوگوں کو
پڑھنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ ـــــ اس میں عربی مضامین کے ترجمہ
کے ساتھ ہی ضروری جگہوں پر حاشیہ سے مزین کرکے اس کتاب کی قدر و قیمت
دوبالا کر دی ـــــ نیز ہم جملہ مدرسین و اساتذہ کے شکر گذار ہیں جنہوں
نے اپنے مفید مشوروں اور مالی تعاون سے ہمارے ہاتھوں کو مضبوط فرمایا۔

اب آخیر میں اس کتاب سے استفادہ کرنے والے تمام حضرات سے اپیل
ہے کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں مجلسِ اشاعت طلبۂ فیض العلوم کو نہ بھولیں۔
اور ان کی ترقیٔ درجات کی دعائیں کرتے رہیں ـــــ والسلام

احمد القادری بھیروی

متعلم مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ ۸۰ / رجب سنہ ۱۴۰۰ھ شنبہ

جُمَلُ النُّوْر فِی نَھْیِ النِّسَاءِ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْر

نور کے جملے عورتوں کو زیارتِ قبور سے روکنے کے بارے میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم [۳۹] ✻ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم [۱۳]

مسئلہ:- مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب، مدرس اول مدرسہ قادریہ
احمد آباد، گجرات، محلہ جمال پور۔ ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحر الرائق و تصحیح المسائل
مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کے لئے
زیارتِ قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا، ان کو یہ جواب بھیجا گیا۔

عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت

الجواب

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کرمکم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
آپ کی دو رجسٹریاں آئیں۔ تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ
اچھی نہیں تھی۔ میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی
اس بارے میں میرا فتویٰ تحفۂ حنفیہ میں چھپ چکا۔ میں اس رخصت کو
جو بحر الرائق میں لکھی ہے مان کر نظر بحالاتِ نسا، سوائے حاضریٔ روضۂ انور
کہ واجب یا قریب بواجب ہے مزاراتِ اولیا، یا دیگر قبور کی زیارت
کو عورتوں کا جانا باتباعِ غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا۔
خصوصاً اس طوفانِ بے تمیزیِ رقص و مزامیر و سرود میں جو آجکل جہال

نے اعراسِ طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا، نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حُدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا ——— والسّلام۔

مولوی صاحب نے دوبارہ رجسٹری بھیجی، جس پر یہ جواب ارسال ہوا،

مسئلہ:- از احمد آباد، گجرات، محلہ جمال پور، مرسلہ: مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب، ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ

مخدومی مکرمی معظمی جناب مولانا صاحب دام مجدتکم

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہوا۔ فتویٰ کو آپ کے دیکھا۔ حضرت مولانا مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھائیے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک سو ستر عورتیں تھیں، یہ منافقین آخری صف میں کھڑے ہوئے تھے اور عورتوں کو جھانکتے تھے۔ نماز فجر و عشاء میں عورتیں بوجہ انوارِ حقیقت محمدی و حقیقت قرآن کے لئے حاضر ہوتی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدائے تعالےٰ اور قرآنِ عظیم نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی میں جمع نہ ہوں، اور فیض رسانی عورتوں کی اس بہانے سے بند نہ ہوئی۔ بلکہ انتظام فیض رسانی یہ ہوا کہ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ——— اور انتظام حضرت نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے یہ کیا ——— خیر صفوف الرجال اولها وشرها اٰخرها وخیر صفوف النساء اٰخرها وشرها اوّلها ——— مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی۔ اس کو بندہ مانتا ہے۔ فیض حقیقت محمدی، و حقیقت قرآن لینے کو باپردہ پانچ دس عورتیں محلہ کی مل کر مرشد کے مکان پر جاویں۔ اور مرشد طریقت

مرتعش اور شیخ فانی پردہ میں بٹھا کر ان کو توجہ حقیقت محمدی اور حقیقت قرآن کی دیوے۔ اس پر حکم حرمت لگانا غلط اور فیض محمدی کا مقابلہ اور مورد۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِــٴُـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ "بننا ہے۔ شیخ طریقت لو "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ"۔ الاٰیۃ میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے سینہ میں باپردہ بٹھا کر توجہ دے کر جماتا ہے۔ اور یہ اس امانت کی جڑ اکھیڑتا ہے۔ یہ فیض جڑ اوکھاڑنے والے کو بے وقار کر کے اوکھیڑ دیوے گا۔

محمدی المشرب سنتِ حضرت نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے عورتوں کو توجہ دی۔ اوّل مرید کر کے یہ بھی عورتوں کو مرید کر کے توجہ دیتا ہے۔ طریقہ عالیہ قادریہ کی توجہ کلمۂ طیّبہ کے ذکر کی ہوگی۔ اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر کلمۂ طیب کی تبائی جاوے گی۔ ضرب الا اللّٰہ قلب پر مارنا سکھایا جاوے گا۔ پردہ میں عورت خلیفہ مرشد طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلمہ طیب کی سکھاتا ہے۔ اور مرشد طریقت اونچ نیچ سمجھاتے ہیں۔ یہاں خلوتِ اجنبیہ کا حکم نہیں لگتا، یہ جلوت ہے۔ جلوت میں فیض رسانی طریقہ عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح اس مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دی جاتی ہے۔

بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے۔ وہاں یہ عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ نہ وہاں سنا کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈولی میانہ مشکل سے ملتا ہے۔ غربا و مساکین میں قدرت ان سواریوں میں بیٹھنے کی نہیں اور نہ قرآنِ عظیم نے ڈولی و میانہ کا حکم دیا ہے۔ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ اور قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اور وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ——— اس پردہ پر احمد آباد کی ذاکرات کا عمل ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۷۸ حاصل الکلام من ہذا کلہ

ان زیارۃ القبور مکروھۃ للنساء بل حرام فی ھذا الزمان لا سیما نساء مصر، لان خروجھن علی وجہ الفساد والفتنۃ وانما رخصت الزیارۃ لتذکر امر الآخرۃ وللاعتبار بمن مضی وللتزھد فی الدنیا۔

یہ حکم مصر کی بغایا مغنیہ دلالہ کا ہے۔ اس حکم کو نیک بخت عورتوں پر لگانا غلط ہے۔ لو ادرک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما احدثت النساء کی شرح عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۰ میں ہے۔ بعضھن یغنین باصوات عالیۃ مطربۃ ومنھن صنف بنایا۔

احمد آباد میں تین کوس درگاہ حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالےٰ کی ہے۔ مکان بہت پر فضا ہے اور تالاب سنگین ہے۔ وہاں دھنے کی قوم اور لکڑ بیچنے والی قوم کی عورتیں لہنگا ساڑی پہن کر جاتی ہیں اور گربے گاتی ہیں اور ان کی قوم کی ضیافتیں ہوتی ہیں۔ اس میں وہ عورتیں گربے گاتی ہیں۔ حلقہ عورتوں کا بن جاتا ہے۔ اور تالی بجاتی ہیں اور پھرتی جاتی ہیں۔ رنڈیوں کی طرح گیت گاتی جاتی ہیں۔ ان پر بل حرام فی ھذا الزمان لا سیما نساء مصر کا حکم برابر عمدہ طور پر چسپاں ہے۔

اور غنیۃ المستملی کے ص ۵۹۵ میں وان یکون فی زماننا للتحریم لما فی خروجھن من الفساد۔ آہ اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی، اور قوالی مردوں کی سننے جاتی ہیں، ان کو زیارۃ القبور کو جانا حرام ہے۔

ان کے حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لینے جانے والی عورتوں کو کیا نقصان، اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ دس ہزار آدمیوں نے کتے اور خنزیر کے گوشت کی بریانی پکائی ہے۔ اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریانی پکائی۔ دونوں بریانیوں پر حکم حرمت اور حکم حلّت غلط، اور کتے کی بریانی پر حکم حرمت اور بکری کی بریانی پر حکم حلت صحیح دونوں کا حکم جدا، مفتی کو بیان کرنا پڑے گا۔ افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستوون ام

نجعل المتقین کالفجار۔

اساف اور نائلہ نے جاہلیّت میں زنا کیا اور قدرتِ الٰہیّہ نے دونوں کو مسخ کر دیا، ایسے متبرک مکان میں دونوں نے خباثت کی۔ یا کوئی سفر حرمین طیبین میں خبیث عمل سے پیش آوے تو کیا اس خبیث کی خباثت کو دیکھ کر اور اسی سے استنادکر کے عورتوں کے حج و زیارتِ حضرت نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے عدمِ جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا، ہرگز نہیں۔

حضرت خواجہ معین الدّین چشتی کے مزارِ مقدس میں غربی دیوار میں کلام مجید رکھا ہے اس دیوار کے پیچھے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں، ذکر، فکر مراقبہ کرتی ہیں، بُرقع اوڑھ کر آتی ہیں۔ اِختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں بھرنے کے لئے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیض رسانی حقیقت محمدی کی عورتوں کو خواجہ غریب نواز قدس سرّہٗ العزیز کرتے ہیں۔ اور اس فیض میں وہ قوت ہے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لینے والیوں کو آپ بلا لیتے ہیں یہ جگہ مقام قوالی سے دور ہے۔ اور نماز فجر سے اِشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہو کر فیض لیتی ہیں۔ اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں۔ اور یہ عورتیں نیک بخت پردہ نشیں بُرقع اوڑھ کر آنے والی ہیں۔ آپ نے اس کو آنکھوں سے نہیں دیکھا، اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کر سکتا ہے، اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلّی کر سکتا ہے اب اِن عورتوں پر حکم حرمت لگانا غلط ہے۔

سرخیز قصبہ احمد آباد میں جو عورتیں گربے گانے والیاں فاحشات مغنّیات اور رنڈیں اور باپردہ سوا لاکھ کلمۂ طیب کا ختم پڑھنے والی ذکر خفی مراقبہ، فیضِ حقیقت محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے۔

حقوق اولیاء، وخیر خواہی اولیاء، وخیر خواہی سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ نہیں۔ الدین النصیحۃ للّٰہ ولرسولہ وللمومنین یہ کہاں ہوئی۔ اولیاء فیض حقیقت محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں، وہ باپردہ اور شریعت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں۔ اور مفتی ان پر حکمِ عدمِ جواز لگا دیں۔

اس صورت میں فیض حقیقت محمدی کو روکنا ہے۔ اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں۔ مگر آپ کا قدم صراطِ مستقیم سے پھسل گیا۔ تو عرض کرنا چاہئے۔ ہُدہُد دو پیسے کی چڑیا، حضرت سلیمان علیہ الصلوٰت والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ۝۔

اوّل تو ایک مدت سے آنکھیں آپ کی رمد میں مبتلا ہیں۔ اور ہاتھ بڑوں بڑوں سے ملایا ہے۔ طبیعت پریشان ہے، یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھئے آپ کے ہم غلام ہیں، تو دست بستہ عرض کرتے ہیں۔ اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں، حضرت عائشہ صدیقہ کو زیارت قبور کے وقت سلام کرنا، حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف، نسائی ج ۱ ص ۶۳۵ میں ہے "ایں دلالت دارد بر جواز زیارت مر نساء را" ___ امام نووی شرح مسلم کی ج ۱ ص ۳۱۴ میں فرماتے ہیں۔ فیہ دلیل لمن جوز للنساء زیارۃ القبور الخ فتح الباری پارہ ۵ مطبع انصاری، دہلی ص ۶۶۲ میں ہے۔ اُخْتُلِفَ فِی النِّسَاءِ فَقِیْلَ دَخَلْنَ فِیْ عُمُوْمِ الْاِذْنِ وَھُوَ قَوْلُ الْاَکْثَرِ وَمَحَلُّهٗ اِذَا اُمِنَتِ الْفِتْنَةُ۔

اب تطبیق سمجھ لیجئے کہ گربے گانی والی، قوالی سُننے والی عورتوں کیلئے زیارتِ قبورِ اولیاء کو جانا حرام اور فیضِ الٰہی لینے والی عورتوں کو باپردہ شریعت

کے احکام کو بجالا کر کرنا جائز،

میں نے مسئلہ اس طرح مشرح بیان کیا ہے۔ اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں، یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھائیے۔ آپ میرے مربی اور قبلہ وکعبۂ حاجات ہیں۔ خدائے تعالےٰ آپ کو صحتِ کلیہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

رقمہٗ، حکیم عبد الرحیم عفی عنہٗ، مدرس اوّل مدرسہ قادریہ، احمد آباد، گجرات، دکن جمال پور، مسجد کانچ،

مورخہ ۱۵ ربیع الاوّل شریف ___ اور مصطفےٰ میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب ان سے لکھوا کر میری تسلّی کر دیجئے۔ میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح سمجھائیے، اور وہ فتویٰ جو تحفۂ حنفیہ میں عدم جواز زیارتِ قبور نساء کے بارے میں ہے اس کی نقل بھی کروا کر روانہ فرمائیے۔ اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

مولانا المکرم اکرمکم وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی رجسٹری ۱۵/ ربیع الآخر شریف کو آئی۔ میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیّت نامہ بھی لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے۔ چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لیجاتے اور لاتے ہیں[1]۔ میرے نزدیک وہی دو حرف کہ اول گزارش

---

[1] اس عبارت سے جہاں یہ ظاہر ہوا کہ حضرت سخت بیمار تھے، وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ ایسی سخت علالت میں بھی جماعت چھوڑ کر گھر میں تنہا نماز پڑھ لینا گوارا نہ تھا۔ جبکہ اتنی شدید علالت بلاشبہہ ترکِ جماعت کے لئے عذر ہے۔ ایک مرتبہ استاذِ محترم حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مراد آبادی علیہ الرحمہ (۱۳۱۲ھ/۱۳۹۶ھ) بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے اعلیحضرت کی اسی بیماری کا حا

ہوئے کافی تھے۔ اب قدرے تفصیل کردوں۔

قدیم علماء کی طرف سے عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت

(۱) پہلے گزارش کرچکا کہ عبارات رخصت میری نظر میں ہیں[1]۔ مگر نظر بحالِ زمانہ نہ میرے بلکہ اکابر[2] متقدمین کے نزدیک سبیل ممانعت ہی ہے، اور اسی کو اہل احتیاط نے اختیار فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث عورتوں کو مسجد کریم میں حاضری سے اللہ جلّ وعلا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی۔ بلکہ منافقوں کو تہدید و ترہیب[3] اور مردوں کو تقدّم[4]، عورتوں کو تاخّر[5] کی ترغیب فرمائی۔

بیان کیا کہ ایک بار مسجد لے جانے والا کوئی نہ تھا، جماعت کا وقت ہوگیا۔ طبیعت پریشان، ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے حاضر مسجد ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی؛ آج صحت وطاقت اور تمام تر سہولت کے باوجود ترکِ نماز اور ترکِ جماعت کے ماحول میں یہ واقعہ ایک عظیم درس عبرت ہے۔ واللہ الهادی والموفق۔ ۱۲م

[1] اس جملے سے فاضل بریلوی کے فتوی کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا نہیں کہ ان کی نظر میں صرف ممانعت والی عبارتیں تھیں۔ جن عبارتوں سے عورتوں کیلئے زیارت قبور کی اجازت کا استنباط یا ثبوت ہوسکتا ہے وہ بھی سامنے ہیں اور جن دلائل سے ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے وہ بھی سامنے ہیں۔ سب پیش نظر رکھتے ہوئے اکابر علماء کی طرح خود بھی ممانعت ہی کا فیصلہ کیا۔ اور اسے بھی واضح فرمایا کہ آخر عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کو جانا کیوں جائز نہیں؟ — مولیٰ تعالیٰ ہمیں شریعت کی روشنی میں سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ۱۲م

[2] پہلے کے بڑے بڑے علماء، ۱۲م

[3] خوف اور ڈر سنانا، ۱۲م

[4] آگے ہونا، ۱۲م

[5] پیچھے رہنا، ۱۲م

حضور اکرم کی طرف سے عورتوں کو نمازِ عید پڑھنے کا حکم

اور میں اتنا اور زائد کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور نے عیدین .... کی سخت تاکید فرمائی۔ یہاں تک حکم[1] فرمایا کہ برکتِ جماعت و دعائے مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں، مصلّے سے الگ بیٹھیں، پردہ نشین کنواریاں بھی جائیں۔ جس کے پاس چادر نہ ہو۔ ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے۔

صحیحین میں امّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ- يَارَسُوْلَ اللهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والیوں کو عیدین کے دن نکالیں، اور پردہ والیوں کو۔ تو یہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک ہوں۔ اور حیض والیاں ان کی نماز گاہ سے کنارے رہیں؛ ایک عورت نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم میں کوئی ایسی بھی ہے جس کے پاس (پردہ کرنے کیلئے) چادر نہیں، فرمایا۔ اس کے ساتھ والی اسکو اپنی چادر سے ایک حصہ اوڑھادے۔ (مترجم)

حضور اکرم کا حکم کہ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو

اور یہ صرف عیدین میں امر[2] ہی نہیں۔

بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہی بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] حکم ۱۲۔

[2] ممانعت، روکنا ۱۲م

تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ۔	اللہ کی بندیوں کو، اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (مترجم)

یہ حدیث[1] صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا امر وجوب کے لئے ہے اور نہی تحریم کے لئے، اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ بایں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی، اس کو بندہ مانتا ہے۔

محفلِ وعظ اور جماعت میں عورتوں کی شرکت ناجائز ہے — درِ مختار کی عبارت

آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ،

يُكْرَهُ حُضُوْرُهُنَّ الْجَمَاعَةَ وَلَوْ لِجُمُعَةٍ وَعِيْدٍ وَوَعْظٍ مُطْلَقًا وَلَوْ عَجُوْزًا لَيْلًا عَلَى الْمَذْهَبِ الْمُفْتٰى بِهٖ لِفَسَادِ الزَّمَانِ	فسادِ زمانہ کے باعث جماعت میں عورتوں کی حاضری مطلقاً مکروہ (تحریمی و ناجائز) ہے۔ اگرچہ جمعہ یا عید یا وعظ کے لئے حاضری ہو، اگرچہ بڑھیا کی حاضری شب ہی کو ہو، یہ اس مذہب کے مطابق ہے جس پر فتویٰ ہے۔ (مترجم)

اسی طرح اور کتبِ معتمدہ میں ہے۔ ائمہ دین نے جماعت و جمعہ و عیدین

---

[1] غَيْرَ اَنَّهٗ لَمْ يُصَرِّحْ فِيْهِ بِاسْمِ الصَّحَابِيِّ فَقِيْلَ عَنْ عُمَرَ كَمَا عِنْدَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَاَحْمَدَ وَقِيْلَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَمَا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَاَحْمَدَ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ ۱۲ [illegible]	اتنی بات ہے کہ اس میں صحابی کے نام کی صراحت نہیں تو کسی نے کہا یہ حضرت عمر سے مروی ہے۔ جیسا کہ محدث عبدالرزاق اور امام احمد کی تصنیفات میں یہ حدیث حضرت عمر سے مروی ہے۔ اور کسی نے کہا کہ حضرت ابن عمر سے روایت ہے۔ جیسا کہ امام مسلم اور امام احمد کے یہاں ہے۔ (مترجم)

درکنار، وعظ کی حاضری[1] سے بھی مطلقاً منع فرمادیا، اگرچہ بڑھیا ہو، اگرچہ رات ہو، وعظ سے مقصود تو صرف اخذِ فیض[2] و سماعِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر و تصحیحِ عقائد و اعمال ہے کہ توجہ مشیخت[3] سے ہزار درجہ اہم و اعظم اور اس کی اصل مقدم ہے۔ اس کا فیض بے توجہ مشیخت بھی عظیم مفید و دافع ہر ضررِ شدید ہے۔ اور یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید نہیں، بلکہ ضرر سے قریب، نفع سے بعید ہے۔ کیا امامِ اعظم و امامِ ابو یوسف و امامِ محمد و سائر ائمہ مابعد رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] جلسوں اور محفلوں میں عورتوں کو دعوتِ شرکت دینے والے اس سے سبق لیں اور سوچیں کہ جب نماز کی جماعتوں اور جمعہ و عیدین سے عورتوں کو روک دیا گیا، تو جلسوں میں جانے کی اجازت کیسے ہوگی؟ —— پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ وہاں جاکر وہ علم و فیض کتنا حاصل کرتی ہیں۔ شاذ و نادر کچھ عورتیں ایسی ہوں گی جو بغور وعظ سُنیں، اور اس پر عمل کریں —— ورنہ پچانوے $\frac{95}{99}$ بلکہ ننانوے فی صد تو گویا جلسوں کے بہانے باہم مل کر باتیں کرنے جاتی ہیں —— عورتوں کی تربیت و تعلیم کے لئے ہمیں بھی وہی راہ اختیار کرنی ہوگی جو ہمارے اگلے بزرگوں نے اختیار کی۔ انہیں ان کے شوہر ماں، باپ یا دیگر نیک محارِم، دینی معلومات اور شرعی احکام بہم پہونچائیں۔ کچھ لوگ اپنی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ دوسری لڑکیوں اور خواتین کو پرد ے اور احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ بحسن و خوبی دینی احکام بتائیں اور سکھائیں۔ —— جس طرح ماں باپ اپنی لڑکیوں کو گھر کے کام کاج سکھانے میں پوری سختی، خیرخواہی، اہتمام اور توجہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح دین کے معاملہ میں بھی اپنی محنت و توجہ کا ثبوت دیں۔ اور شروع ہی سے ان میں دینی مزاج پیدا کریں، دینی احکام سکھائیں، عمل کرائیں۔ اور ضروری کتابوں کی تعلیم دلائیں، تاکہ وہ بڑی ہونے کے بعد گھر کے اندر رہ کر ہی مطالعہ و مذاکرہ اور شوق و محنت سے اپنی معلومات میں اضافہ، اور شریعت پر عمل کرتی رہیں —— واللہ الهادی الیٰ سواءِ السّبیل۔ ۱۲ م

[2] فیض لینا، نیکی کا حکم، اور برائی کی ممانعت سُننا، عقیدہ و عمل صحیح کرنا۔ ۱۲ م

[3] پیری کی توجہ —— ۱۲ م

عنہم کو فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا، اور معاذ اللہ معاذ اللہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ[1] میں داخل مانا جائے گا۔ حاشا یہ اطبائے قلوب ہیں، مصالح شرع جانتے ہیں۔

حضرت عائشہ اور تابعین کی طرف سے عورتوں کیلئے مسجد میں آنیکی ممانعت

(٢) صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابو داؤد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا۔

لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ۔

اگر نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے، جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرما دیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئیں۔

پھر تابعین ہی کے زمانہ سے ائمہ نے ممانعت شروع فرما دی پہلے جوان عورتوں کو پھر بڑھیوں کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہوگیا۔ کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں، اب صالحات ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں، اب صالحات زیادہ ہیں؟ یا جب فیوض و برکات نہ تھے، اب ہیں؟ یا جب کم تھے، اب زائد ہیں؟ حاشا بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس[2] ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے، تو جب ہزار تھیں۔ جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں۔ اب اگر ایک حصّہ فیض ہے، جب ہزار حصّے تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

[1] چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ (یا، مونہوں) سے بجھا دیں۔ (کنز الایمان پ۲۸ ع ۱۱ ـــــ توبہ پ۱۰ ع ۹ ـ صف) [2] الٹا، پہلے کے برخلاف، ـــــ ۱۲م

لَا يَأْتِيْ عَامٌ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ۔

یعنی ہر بعد والا سال پہلے سے بُرا ہوگا۔ (مترجم)

بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابرتی میں ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا۔ وہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں۔ فرمایا، اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی۔ حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

حضرت عمر فاروق کی طرف سے ممانعت

حیث قال: انکے الفاظ یہ ہیں ـــــ (مترجم)

وَلَقَدْ نَهٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ النِّسَاءَ عَنِ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَشَكَوْنَ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَتْ لَوْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمَ عُمَرُ مَا اَذِنَ لَكُنَّ فِي الْخُرُوْجِ ـــــ

جوان اور بوڑھی عورتوں کے لئے جماعت میں شرکت کی ممانعت

پھر فرمایا۔

فَاحْتَجَّ بِهٖ عُلَمَآؤُنَا وَمَنَعُوا الشَّوَابَّ عَنِ الْخُرُوْجِ مُطْلَقًا۔ اَمَّا الْعَجَائِزُ فَمَنَعَهُنَّ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ الْخُرُوْجِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ دُوْنَ الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْفَتْوٰى الْيَوْمَ عَلٰى كَرَاهَةِ حُضُوْرِهِنَّ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِظُهُوْرِ الْفَسَادِ۔

اس سے ہمارے علماء نے استدلال کیا، اور جوان عورتوں کو نکلنے سے مطلقاً منع فرما دیا ـــ رہیں بوڑھیاں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں ظہر و عصر میں نکلنے سے منع کیا۔ فجر و مغرب اور عشاء سے نہیں، مگر آج فتویٰ اس پر ہے کہ بوڑھیوں کی حاضری بھی تمام نمازوں میں مکروہ ہے۔ کیونکہ اب فساد نمایاں ہے

(مترجم)

حضرت عبداللہ ابن عمر نے کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالا

اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارتِ منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَاَقْرَبُ مَاتَكُوْنُ اِلَى اللّٰهِ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْمُ يَحْصِبُ النِّسَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُخْرِجُهُنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَمْنَعُ نِسَاءَهٗ الْجُمُعَةَ وَالْجَمَاعَةَ۔	یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: عورت سراپا شرم کی چیز ہے۔ سب سے زیادہ اللہ عزّ و جَلّ سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے ـــ اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دیتے۔

جب اُن خیر کے زمانوں اُن عظیم فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں، اور کاہے سے؟ حضورِ مساجد و شرکتِ جماعات سے! حالانکہ دینِ مبین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا اِن ازمنہ شرور[1] میں ان قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی؟ وہ بھی کاہے کی؟ زیارتِ قبور کو جانے کی! جو شرعاً مؤکد نہیں۔ اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا ناترسوں نے مزاراتِ کرام پر نکال رکھے ہیں، یہ کس قدر شریعتِ مطہرہ سے مناقضت[2] ہے

خرابی کے اسباب کو دور کرنا اہم ہے

شرعِ مطہر کا قاعدہ ہے کہ جلبِ[3] مصلحت پر سلبِ[4] مفسدہ کو مقدم

[1] خرابیوں برائیوں کے زمانوں میں، ۱۲، [2] باہم ایک دوسرے کے خلاف بات کرنا، مخالفت ۱۲م

رکھتی ہے۔

دَرْءُ الْمَفَاسِدِ اَهَمُّ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ۔	خرابی کے اسباب دور کرنا، خوبی کے اسباب لانے سے اہم ہے۔ (مترجم)

جبکہ مفسدہ اس سے بہت کم تھا، اِس مصلحتِ عظیمہ سے ائمہ دین امامِ اعظم و صاحبین[1] وَمَنْ بَعْدَهُمْ[2] نے روک دیا، اور عورتوں کی مِسلیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں، فاسقات نہ آئیں۔ بلکہ ایک حکم عام دیا، جیسے آپ ایک پھانسی میں لٹکانا فرما رہے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا	تو کیا جو ایمان ڈالا ہے وہ اس جیسا ہو جائیگا جو بے حکم

[3] خوبی پیدا کرنے والی چیز لانا، خوبی کا سبب حاصل کرنا، ۱۲، [4] برائی کا سبب دور کرنا، ۱۲م

[1] امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دو خاص شاگرد ہیں جو مسلک حنفی کے امام بھی ہیں ـــ (۱) امام قاضی ابو یوسف یعقوب ـــ (۲) امام محمد بن الحسن شیبانی ـــ امام محمد نے امام ابو یوسف سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ اس لئے ان کے استاذ امام اعظم اور امام ابو یوسف دونوں حضرات ہیں۔ جب امام ابو یوسف اور امام محمد کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو انہیں "صاحبین" کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات امام صاحب کے شاگرد ہونے کی نسبت سے آپس میں ساتھی ہیں ـــ اور جب امام اعظم اور امام ابو یوسف کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو "شیخین" کہتے ہیں۔ کیونکہ امام محمد کی بہ نسبت یہ دونوں حضرات شیخ اور استاذ ہیں ـــ اور جب امام اعظم اور امام محمد کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو "طرفین" کہتے ہیں ـــ کیونکہ یہ دونوں حضرات امام ابو یوسف کی بہ نسبت طرف ہیں ـــ امام ابو یوسف درمیانی حیثیت کے حامل ہیں ـــ کہ ایک طرف امام صاحب کے شاگرد ہیں، تو دوسری طرف امام محمد کے استاذ ـــ اور امام اعظم دونوں حضرات کے لحاظ سے استاذ ہی ہیں۔ اور امام محمد دونوں حضرات کے لحاظ سے شاگرد ہی ہیں۔ ۱۲م [2] ـــ اور ان اماموں نے بھی روک دیا جو ان کے بعد ہیں۔ ۱۲م

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا۔ | ہے۔ (کنزالایمان پ۲۱ ع ۱۵، سجدہ آیت ۱۸)

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ۔ | یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں۔ (کنزالایمان پ۲۳ ع ۱۲، ص آیت ۲۸)

تو اب کہ مَفسَدہ جب سے بہت اشد[1] ہے اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا۔ اور عورتوں کی قسمیں کیونکر چھانٹی جائیں گی۔

صلاح وفسادِ قلب امر مضمر[2] ہے، اور دعوے کے لئے سب کی زبان کشادہ، اور محق ومُبطِل[3] نامعلوم، مع ہذا صلاح سے فساد کی طرف اِنقلاب کچھ دشوار نہیں۔ خصوصًا ہوا لگ کر، خصوصًا عورتوں کے دل کہ تقلّب[4] کے لئے بہت آمادہ، وَلِہٰذا

اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا احمق ہے

رُوَيْدَكَ اَنْجَشَةُ رِفْقًا بِالْقَوَارِيْرِ ـــــ | شیشیوں کے ساتھ نرمی کی خاطر انجشہ! سواریاں آہستہ چلاؤ۔ (مترجم)

اِرشاد ہوا مرد کہ اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت، نفس تمام جہان سے بڑھ کر جھوٹا ہے۔ جب قسم کھائے، حَلف اٹھائے، نہ کہ جب خالی وعدوں پر امید دلائے۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ | اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے۔ (کنزالایمان پ۵ ع ۱۵، نساء آیت ۱۲۰)

بالخصوص اب کہ قطعًا فساد غالب اور صلاح نادر ہے اس صورت میں مفتی کو تفصیل[5] کیونکر جائز، یہ تفصیل نہ ہوگی۔ بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس کی رسّی کی تطویل[6]۔

---

[1] سخت تر ۱۲، [2] دل کی درستی اور خرابی پوشیدہ چیز ہے، ۱۲ [3] حق والا اور باطل والا ۱۲ [4] انقلاب وتقلب، پلٹنا، پھر جانا ۱۲، [5] الگ الگ کرنا، فرق کرنا ۱۲، [6] لمبا کرنا، دراز کرنا ۱۲م

اِمام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

اَلْفَائِزُ بِهٰذَا مَعَ السَّلَامَةِ اَقَلُّ قَلِيْلٍ فَلَا يُبْنَى الْفِقْهُ بِاعْتِبَارِهِمْ وَلَا يُذْكَرُ حَالُهُمْ قَيْدًا فِي الْجَوَازِ لِاَنَّ شَانَ النُّفُوْسِ الدَّعْوَى الْكَاذِبَةُ وَاِنَّهَا لَاَكْذَبُ مَا يَكُوْنُ اِذَا حَلَفَتْ فَكَيْفَ اِذَا ادَّعَتْ۔ | بسلامت[1] اسے پانے اور کامیاب ہونے والے کم سے کم تر ہیں۔ تو فقہ کی بنیاد ان کے اعتبار پر نہ ہوگی نہ ان کا حال قید جواز بنا کر ذکر ہوگا۔ کیونکہ نفس کا کام ہی ہے جھوٹا دعویٰ کرنا، اور یہ سب سے بڑا جھوٹا اس وقت ہوتا ہے جب قسم کھائے۔ تو جب یہ محض دعویٰ کرے اس وقت کیا حال ہوگا؟ ـــــ (مترجم)

ساداتِ ثلاثہ علّامہ حلبی وعلّامہ طحطاوی وعلّامہ شامی فرماتے ہیں۔

---

[1] علامہ کمال الدین ابن الہمام علیہ الرحمہ کی عبارت "حرم پاک میں سکونت" سے متعلق ہے۔ مکہ مکرمہ میں نیکیوں کا اجر بے پناہ ہے، مگر گناہوں کا وبال بھی بڑا سخت ہے۔ حرم پاک کی تعظیم وتوقیر، اور ادب واحترام بھی واجب ہے اور کسی گناہ کا ارادہ بھی خطرناک ہے۔ ان سب کے پیش نظر علماء کو اس میں اختلاف ہوا کہ بیرونِ حرم کا آدمی اگر حرم پاک میں سکونت اختیار کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟ ـــــ بعض شافعیہ نے بیان کیا کہ مستحب ہے، البتہ اگر گناہ میں پڑنے کا ظنِ غالب ہو تو نہیں۔ یہی امام ابو یوسف وامام محمد کا مذہب ہے امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے ـــــ صاحب فتح القدیر نے اقوال ائمہ وعلماء اور احادیث ثواب وعقاب لکھنے کے بعد فرمایا:۔ ہاں اللہ کے کچھ نیک، برگزیدہ، مخلص بندے ایسے ہیں جو سکونتِ حرم کے اہل، اور حسنات وصلوات کے اضافہ کی فضیلت اس احتیاط کے ساتھ حاصل کرنے والے ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات نہ ہو، جس سے ان کی نیکیاں برباد جائیں۔ اِس عبارت کے بعد فرمایا۔ مگر ایسے لوگ کم سے کمتر ہیں۔ الخ

فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کا اس عبارت سے اِستدلال یہ ہے کہ فقہی احکام میں غالب واکثر کا لحاظ ہوتا ہے۔ کیونکہ دل کی اچھائی یا برائی پوشیدہ چیز ہے۔ اور نفس جو صلاح ونیکی اور خطرات کو بسلامت عبور کر لینے کا مدعی ہو سخت جھوٹا ہے ـــــ ۱۲، م

وَهُوَ وَجِيْهٌ فَيُنَصُّ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَيُتْرَكُ التَّقْيِيْدُ بِالتَّوْثِيْقِ۔

اور یہ کلام وجیہ اور عمدہ ہے تو صاف مکروہ ہونا کہا جائے گا اور اپنے اوپر اعتماد کی قید (لگا کر غیر مکروہ بتانا) چھوڑ دیا جائے گا۔ (مترجم)[1]

نیک اور بد میں فرق مشکل ہے

ملتقی شرح ملتقی میں ہے

اَمَّا مَنْ كَانَ بِخِلَافِ فِيْهِمْ فَنَادِرٌ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَلَا يُفْرَدُ بِحُكْمٍ لِحَرَجِ التَّمْيِيْزِ بَيْنَ الْمُصْلِحِ وَالْمُفْسِدِ۔

لیکن جو لوگ ان کے برخلاف ہیں تو اس زمانے میں وہ نادر ہیں لہٰذا ان کے لئے کوئی الگ حکم نہ ہوگا کیونکہ یہ امتیاز کرنا دشوار ہے کہ مُصلح کون ہے اور مُفسِد کون؟[2]

---

[1] صاحب درمختار علاء الدین، محمد بن علی حصکفی نے فرمایا تھا۔ لَا تُكْرَهُ الْمُجَاوَرَةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَذَا بِمَكَّةَ لِمَنْ يَثِقُ بِنَفْسِهٖ (درمختار ج اص ۱۱۲، مطبع نولکشور، لاہور) مدینہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ نہیں، یوں ہی مکہ میں، اس کے لئے جو اپنے نفس پر بھروسہ رکھتا ہو۔ اسی عبارت کے پیش نظر درمختار کے تینوں محشی علماء سادات نے فتح القدیر کی مذکورہ بالا عبارت نقل کر کے فرمایا کہ جب نفس کا یہ حال ہے تو اس کا کیا بھروسہ؟ لہٰذا سکونتِ حرم کو صاف مکروہ کہا جائے گا —— ۱۲ م

[2] یہ عبارت نفقۂ طالب علم سے متعلق ہے۔ باپ پر نادار نابالغ اولاد کا نفقہ واجب ہے۔ یوں ہی اِن نابالغ اولاد کا جو کمانے سے عاجز ہوں۔ اگر کوئی بالغ فرزند ایسا ہے، جو کمانے پر قادر ہے۔ مگر طلبِ علمِ دین میں مشغول ہے تو اس کا خرچ باپ پر واجب ہے یا نہیں؟ —— بعض نے کہا واجب ہے، بعض نے کہا نہیں ہے۔ جن علماء نے واجب کہا انہوں نے یہ قید لگا دی ہے کہ وجوب اس صورت میں ہے جب طالب علم فرزند نیک سیرا اور واقعی "طالب علم" ہو، ورنہ اس کا نفقہ باپ پر واجب نہیں، صاحب قنیہ وقنیہ وصاحب ملتقی فرماتے ہیں کہ اکثر طلبہ رشد وصلاح والے نہیں، اور حکم اکثر ہی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ لہٰذا مطلقاً کہا جائے گا کہ باپ پر طالب علم کا نفقہ واجب نہیں۔ فاضل بریلوی کا استدلال بس اتنے ہی سے ہے کہ حکم باعتبارِ اکثر ہوا کرتا ہے —— رہا یہ کہ دورِ حاضر میں حکم کیا ہونا چاہئے تو راقم کے خیال سے اس میں تحقیق وتفصیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اب طلبہ کی

شرحِ لُباب میں ہے۔

لَوْ كَانَتِ الْاَئِمَّةُ فِيْ زَمَانِنَا وَتَحَقَّقَ لَهُمْ شَاْنُنَا لَصَرَّحُوْا بِالْحُرْمَةِ۔

اگر ائمہ[1] ہمارے زمانے میں ہوتے، اور ہماری حالت کی انہیں تحقیق ہو جاتی تو وہ بھی صراحۃً حرام کہتے۔ (مترجم)

عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت

④ زیارتِ قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی، پھر اِجازت فرمائی۔ علماء کو اختلاف ہوا کہ عورتیں بھی اِس رُخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں۔ عورتوں کو خاص ممانعت میں حدیث:

لَعَنَ اللّٰهُ الزَّائِرَاتِ الْقُبُوْرِ۔

اللہ قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت کرے۔ (مترجم)

سے قطع نظر کر کے تسلیم کیجئے کہ ہاں عورتوں کو بھی شامل ہوئی۔ مگر جس قدرِ اوّل کی عورتوں کو جن میں حضورِ مساجد وجمعہ وعیدین کی اِجازت بلکہ حکم تھا، جب زمانہ فساد آیا، اِن ضروری تاکیدی حاضریوں سے عورت کو ممانعت ہو گئی، تو اس سے یقیناً بدرجۂ اَولیٰ۔

اسی غنیہ کے اسی ص ۵۹۵ میں اسی آپ کی عبارتِ منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے۔

يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ التَّنْزِيْهُ مُخْتَصًّا بِزَمَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

ممانعت کا تنزیہی ہونا، حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے زمانے سے خاص ہونا چاہئے جبکہ

کئی قسمیں اور مختلف حالتیں ہیں۔ یوں ہی اب علمِ دین کے لئے حالاتِ زمانہ بھی مختلف ہیں۔ ۱۲ م

[1] ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد اسی جوارِ حرم کے مسئلہ سے متعلق ہے۔ سکونتِ حرمین کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا مفصل عربی رسالہ صَيْقَلُ الرَّيْنِ عَنْ اَحْكَامِ مُجَاوَرَةِ الْحَرَمَيْنِ۔ ۱۳۰۵ھ دیکھنا چاہئے۔ یہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں شامل ہے۔ ۱۲ م

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَانَ مُبَاحٌ لَهُنَّ الْخُرُوجُ لِلْمَسَاجِدِ وَالْاَعْيَادِ وَغَيْرِ ذَالِكَ وَاَنْ يَكُوْنَ فِيْ زَمَانِنَا لِلتَّحْرِيْمِ الخ

عورتوں کے لئے مسجدوں، عیدوں وغیرہ میں حاضر ہونا مُباح تھا۔ اور ہمارے زمانہ میں تو تحریمی ہونا مناسب ہے۔ (مترجم)

نماز کیلئے عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے تو قبرستان جانے کا کیا حال ہوگا،

اسی عینی جلد چہارم میں آپ کی عبارتِ منقولہ سے چند سطریں پہلے امام ابو عمر سے ہے۔

وَلَقَدْ كَرِهَ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ خُرُوْجَهُنَّ اِلَى الصَّلَوَاتِ فَكَيْفَ اِلَى الْمَقَابِرِ وَمَا اَظُنُّ سُقُوْطَ فَرْضِ الْجُمُعَةِ عَنْهُنَّ اِلَّا دَلِيْلًا عَلٰى اِمْسَاكِهِنَّ عَنِ الْخُرُوْجِ فِيْمَا عَدَاهَا۔

اکثر علماء نے تو نمازوں کے لئے عورتوں کا نکلنا مکروہ رکھا، تو قبرستانوں کو جانے کا کیا حال ہوگا؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ عورتوں سے فرض جمعہ ساقط ہو جانا، اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اس کے علاوہ سے بھی روکا جائے گا۔ (مترجم)

⑤ حکمِ کُتب میں توفیق[1] بہت واضح ہے، جواز نفسِ مسئلہ کا فی ذاتہٖ حکم ہے۔

[1] تطبیق: یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ فقہ کی بعض کتابوں میں عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کو جائز بتایا گیا ہے۔ اور بعض میں ناجائز، تو دونوں میں مطابقت کیسے ہوگی؟ ایک عُمدہ تطبیق نمبر ۱۳ کے تحت آرہی ہے۔ یہاں نمبر۵ میں یہ فرمارہے ہیں کہ تطبیق اس طرح ہے کہ حالات وعوارض سے قطع نظر خود مسئلہ زیارتِ قبر کو دیکھئے تو زیارت عورت کے لئے بھی جائز ہے۔ لیکن عورتوں اور زمانہ کے حالات وعوارض پر نظر کیجئے تو ناجائز ہے۔ اور یہ عوارض ایسے ہیں جو اکثر وبیشتر پائے جاتے ہیں۔ شاذ ونادر ان سے محفوظ رہنے کی صورت ملتی ہوگی۔ لہٰذا فقہی حکم یہی ہوگا کہ عورتوں کے لئے (سوائے زیارتِ روضۂ انور کے دیگر مزارات کی حاضری ناجائز ہے۔ کیونکہ فقہ کا حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے ـــــ اس کی بہت سی مثالیں ہیں کہ فقہی کتابوں میں خاص قیدوں کے ساتھ کسی امر کو جائز لکھا گیا،

اور ممانعت بوجہِ عارضِ غالب تو فتویٰ نہ ہوگا، مگر منع مطلق پر، فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ برعایتِ قیود حکمِ جواز[1] اور اس کی تصحیح تک کُتب میں مُصرّح اور نظر بحالِ زمانہ حکمِ علما، منع مطلقاً جیسے جوارِ حرم[2]، و دخولِ زنان[3] بہ حمّام و نفقہ[4] طالبِ علم و لعبِ[5] شطرنج وغیرہا، اوّل و سوم کی عبارات

[1] اور اس حکمِ جواز کو اہلِ تصحیح نے بعد کی کتابوں میں صحیح و درست بھی بتایا۔ مگر حالاتِ زمانہ دیکھ کر علماء نے اس امر سے مطلقاً ممانعت فرمائی۔ مصنّف علیہ الرحمہ نے یہاں اس کی چند مثالیں صراحۃً گنائی ہیں۔

[2] جوارِ حرم، حرم پاک میں سکونت کا حکم، فتح القدیر کی عبارت سے گزرا کہ یہ اکثر لوگوں کے احوال کی بنیاد پر ناجائز ہے، کیونکہ عموماً زیادہ دن رہنے کے بعد حرم کی کماحقّہ تعظیم وتوقیر نہ کر پائیں گے۔ غافل ہو کر خطائیں بھی کر بیٹھیں گے۔ نتیجۃً ثواب ضائع گناہ لازم ـــــ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے تو یہ فرمایا کہ اگر ائمہ کرام ہمارے زمانے میں ہوتے اور ہمارا حال ان پر کھلتا تو وہ تمام حضرات بلا اختلاف سکونتِ حرم کو صاف صاف حرام کہتے ـــــ

[3] شہروں میں عام لوگوں کے نہانے کے لئے گرم پانی وغیرہ کے انتظام کے ساتھ مکانات بنے ہوتے ہیں۔ جنہیں "حمّام" کہتے ہیں۔ انہی حماموں میں عورتوں کا نہانا ناجائز کہا گیا۔ کیونکہ وہاں بے پردگی کا لازمی اندیشہ بلکہ اکثری وقوع ہے۔ یہاں بھی اکثر ہی کے لحاظ سے عام حکم کر دیا گیا ہے۔ اس بارے میں آگے درّ مختار کی عبارت ہے ـــــ

[4] نفقۂ طالب علم ـــــ باپ پر بالغ طالب علم فرزند کا نفقہ واجب ہے یا نہیں؟، اس سے متعلق درِ منتقیٰ کی عبارت گزری، جس میں اکثر ہی کے حالات کی بنیاد پر حکم جاری کیا گیا ہے ـــــ

[5] شطرنج کھیلنا ـــــ بعض لوگوں نے اس لحاظ سے اس کو جائز کہا کہ اس سے باریک بینی و دور اندیشی پیدا ہوتی ہے۔ جنگی داؤں سمجھنے اور چلانے میں مدد ملتی ہے، یہ حکم بھی اس شرط وقید کے ساتھ کہ اس میں ہار جیت نہ ہو، کوئی نماز وقت سے مؤخر نہ ہو، فحش گوئی اور کسی ممنوع چیز کا ارتکاب نہ ہو، ہمارے ائمہ کرام نے احادیث کریمہ اور حالاتِ اکثر کے پیش نظر یہی حکم دیا کہ شطرنج کھیلنا مطلقاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے ـــــ فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اس سے متعلق کافی، جامع الرموز، اور ردّ المحتار کی عبارت پیش کی۔

حاصل کلام یہ کہ حکمِ فقہ باعتبارِ اکثر ہوتا ہے۔ اور جہاں عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کو جائز

گذریں۔ دُرِ مختار میں دربارۂ دوم ہے۔

فِیْ زَمَانِنَا لَا شَکَّ فِی الْکَرَاھَۃِ۔	ہمارے زمانے میں اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شبہہ نہیں۔ (مترجم)

کافی وجامع الرموز وردّ المحتار میں دربارۂ اخیر ہے۔

ھُوَ حَرَامٌ وَّکَبِیْرَۃٌ عِنْدَنَا وَفِیْ اِبَاحَتِہٖ اِعَانَۃُ الشَّیْطَانِ عَلَی الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔	ہمارے نزدیک تو شطرنج کھیلنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اور اسے جائز رکھنے میں شیطان کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مدد دینا ہے۔ (مترجم)

فقیہ کا حکم غالب کے اعتبار پر ہوتا ہے

(۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہوگیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو، جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں جب بھی معتبر نہیں کہ حکمِ فقہ باعتبارِ غالب[1] کے ہوتا ہے، نہ کہ ہزاروں میں ایک، یہیں سے بریانیوں کا حال کھل گیا۔ دس ہزار بریانیاں مُردار مینڈھے، دُنبے، بکرے کی ہوں اور ان میں دس ہزار ان مذبوح[2] جانوروں کی مختلط[3] ہوں، بیس ہزار حرام ہیں۔ یہاں تک کہ اِن میں تحرّی[4] کرکے جس کی طرف حِلّت کا خیال جمے، اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک ——— دُرِ مختار میں ہے۔

کہا گیا ہے۔ تو اکثری حالات وعوارض کے پیشِ نظر نہیں، بلکہ صرف اس پر نظر کرتے ہوئے کہ قبروں کی زیارت اچھی چیز ہے۔ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے، آخرت کو یاد دلاتی ہے، یہ بھی ان قیدوں کے ساتھ کہ بے صبری، آہ وزاری وغیرہ ممنوعات کا ارتکاب نہ کریں ——— اور جہاں ناجائز کہا گیا تو زمانہ اور عورتوں کے عمومی حالات پر نظر کرتے ہوئے اور فقہی حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے تو فتویٰ اسی پر ہوگا کہ عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کو جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ ۱۲ م ——— [1] اکثر، ۱۲ م [2] شرعی طور پر ذبح کیا ہوا۔ ۱۲ م ——— [3] ایک دوسرے سے ملا ہوا، خلط ملط ۱۲ م۔ [4] طلب ماھو احری۔ اپنے دل کی رائے معلوم کرنا کہ کسی دو یا چند میں مناسب لائق اور درست کیا ہے۔ ۱۲ م

تُعْتَبَرُ الْغَلَبَۃُ فِیْ اَوَانٍ طَاھِرَۃٍ وَّنَجِسَۃٍ وَّمَیْتَۃٍ وَّذَکِیَّۃٍ فَاِنِ الْاَغْلَبُ طَاھِرًا تَحَرّٰی وَبِالْعَکْسِ وَالسَّوَاءِ لَا۔	پاک وناپاک برتنوں اور مُردار ومذبوح جانوروں میں غلبہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر اکثر پاک ہوں تو تحرّی کرے اور جدھر دل جمے کہ یہ پاک ہے اسے استعمال کرے، لیکن اگر اکثر ناپاک ہوں یا دونوں برابر ہوں تو تحری نہ کرے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سب ناپاک قرار دیئے جائیں گے ——— (مترجم)

ہاں! ایک حلال جدا ممتاز معلوم ہو تو کثرتِ حرام سے اس پر کیا اثر، مگر یہاں[1] سُن چکے کہ فساد وصلاحِ قلب مضمر، وتمیز متعذر نامُیسّر درِ ملتقیٰ کی عبارت ابھی گزری، پھر غلبۂ فساد مُتیقّن، تو قطعاً مطلقاً حکمِ ممانعت مُتعیّن، جیسے وہ بیسوں ہزار بریانیاں سب حرام ہوئیں۔ حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں، یہی مسلکِ علمائے کرام چلے۔

(۷) عینی شرح بخاری جلد سوم کی عبارت آپ نے نقل کی، اس[2] میں زمانِ مصر

---

[1] یہاں یہ حال نہیں کہ کسی ایک کا اندیشۂ فتنہ سے مامون ومحفوظ ہونا قطعی طور پر معلوم ہو، یہاں تو ساری عورتوں کے بارے میں کلام ہے۔ کس کے دل میں کیا ہے کچھ پتہ نہیں، دل کی اچھائی، برائی تو پوشیدہ چیز ہے۔ اور امتیاز مشکل ودشوار، تو یہاں اس چیز پر قیاس کیسے ہوسکتا ہے جس کا الگ ممتاز طور پر حلال ہونا قطعاً معلوم ہے ——— پھر جب اکثر عورتوں میں فساد وخرابی کا ہونا یقینی ہے، تو اصولِ شریعت کے مطابق ممانعت ہی متعین ہے جیسے دس ہزار بریانیوں میں دس ہزار ناپاک بریانیاں مل جائیں اور پتہ نہ چلے کہ کون پاک ہے، کون ناپاک، تو بیسوں ہزار حرام ہیں ——— ۱۲ م

[2] فاضل سائل نے علامہ محمود عینی حنفی کی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری کی ایک عبارت نقل کرکے یہ استدلال کرنا چاہا تھا کہ ممانعت صرف اِن فاسقہ عورتوں کے لئے ہے۔ سب کے لئے نہیں ——— امام احمد رضا علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرما رہے ہیں کہ عینی میں ممانعت فاسقہ عورتوں کے ساتھ خاص نہیں کی ہے۔ اپنی نقل کی ہوئی عبارت سے ایک صفحہ پہلے دیکھئے۔ جہاں انہوں نے حکم مسئلہ بیان کیا ہے وہاں سبھی عورتوں کے لئے ممانعت لکھی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ممانعت کی وجہ یہی فتنے کا اندیشہ ہے۔ یہ نہیں

سے حکم خاص ہے نہ مُغَنِّیَہ و دلّالہ کی تخصیص، اس میں سولہ[۱۶] صنف فساد زنان تو بیان کیں، جن میں دو یہ ہیں۔ اور فرمایا اور اس کے سوا اور بہت سے اصناف قواعدِ شریعت کے خلاف ہیں۔"

حنفی عُلمار نے حکم مُطلق رکھا ہے نہ کہ فساد فتنہ برپا کرنے والی عورتوں کے ساتھ خاص،

اور بتایا کہ امّ المؤمنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کو فرماتی ہیں کہ ان میں بعض امور حادث ہوئے، کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب ان کا ہزار واں حصّہ نہ تھے۔ اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھئے، جہاں انہوں نے اپنے ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے، نہ کہ زنانِ فتنہ گر سے خاص، اور اس کی علّت خوفِ فتنہ بتائی ہے نہ کہ خاص وقوع، یہی بعینہٖ نصِّ ہدایہ ہے۔

یُکْرَہُ لَھُنَّ حُضُوْرُ الْجَمَاعَةِ یَعْنِی الشَّوَابَّ مِنْھُنَّ لِمَا فِیْہِ مِنْ خَوْفِ الْفِتْنَةِ۔	عورتوں کے لئے جماعت کی حاضری مکروہ ہے۔ یعنی جوان عورتوں کے لئے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے ـــــ (مترجم)

ہاں! جن سے وقوع ہو رہا ہے، جیسے زنانِ مصر ان کے لئے حرام بدرجۂ اولیٰ بتایا ہے کہ جب خوفِ فتنہ پر ہمارے ائمہ مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر۔

کہ بدکاری و فتنہ واقع ہو، جبھی ممانعت ہو ـــــ اور آپ نے علّامہ عینی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں تو فساد و خرابی کے لحاظ سے عورتوں کی سولہ قسموں کا بیان ہے۔ جن میں دو مُغَنِّیَہ (گانے والی) اور دلّالہ (درمیانی بن کر دو میں برائی یا برائی کا رابطہ پیدا کرنے والی) ہیں ـــــ پھر بیان کیا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی خلافِ شرع قسمیں ہیں۔ آپ کی منقولہ عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ممانعت صرف ان ہی فتنہ گر اور فساد والی عورتوں کے لئے خاص ہے؟ ـــــ ۱۲ م

عورت کے لئے جماعت میں شمولیّت مکروہ ہے

عبارتِ عینی یہ ہے:

قَالَ صَاحِبُ الْھِدَایَةِ یُکْرَہُ لَھُنَّ حُضُوْرُ الْجَمَاعَاتِ قَالَتْ[۱] شُرَّاحُہٗ یَعْنِی الشَّوَابَّ مِنْھُنَّ وَقَوْلُہُ الْجَمَاعَاتِ یَتَنَاوَلُ الْجُمَعَ وَالْاَعْیَادَ وَالْکُسُوْفَ وَالْاِسْتِسْقَاءَ وَعَنِ الشَّافِعِیِّ یُبَاحُ لَھُنَّ الْخُرُوْجُ قَالَ اَصْحَابُنَا لِاَنَّ فِیْ خُرُوْجِھِنَّ خَوْفَ الْفِتْنَةِ وَھُوَ سَبَبٌ لِلْحَرَامِ وَمَا یُفْضِیْ اِلَی الْحَرَامِ حَرَامٌ فَعَلٰی ھٰذَا قَوْلُھُمْ یُکْرَہُ مُرَادُھُمْ یَحْرُمُ لَا سِیَّمَا فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ لِشُیُوْعِ الْفَسَادِ فِیْ اَھْلِہٖ۔	صاحبِ ہدایہ نے فرمایا عورتوں کے لئے جماعتوں کی حاضری مکروہ ہے۔ اس پر بعض شارحین نے کہا یعنی جوان عورتوں کے لئے، مصنّف کا قول "جماعتوں" جمعہ، عیدین، کسوف استسقا سب کو شامل ہے، امام شافعی سے مروی ہے کہ عورتوں کے لئے جماعت میں آنا جائز ہے۔ ہمارے لوگوں نے کراہت کی دلیل یہ دی ہے کہ عورتوں کے نکلنے میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ اور یہ نکلنا ایک حرام کام کا سبب ہے۔ اور جو کام حرام تک پہونچانے والا ہو، وہ حرام ہی ہے۔ اس کے پیش نظر مکروہ سے ہمارے علماء کی مراد "حرام" خاص کر اس زمانے میں، اس لئے کہ اب اہل زمانہ میں فساد اور برائی عام ہے۔ (مترجم)

پھر اسی صفحہ پر عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور امام اجل ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا کَمَا تَقَدَّمَ عنایہ سے گزرا کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم نے عورتوں کو حضورِ مسجد سے منع فرمایا۔

عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت اہم ہے

کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ

[۱] اَقُوْلُ لَا بَلْ ھُوَ نَصُّ نَصِّ الْھِدَایَةِ کَمَا سَمِعْتَ ۱۲ منہ غفرلہ	میں کہتا ہوں، یہ بعض شارحین کا قول نہیں، بلکہ خود ہدایہ ہی کی عبارت ہے جیسا کہ سُن چکے۔ (مترجم)

صحابیات و تابعیات تھیں اور ان امام اجلّ تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گرو اہلِ فساد تھیں؟ حاشا ہرگز نہیں، یا للعجب! اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے، کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا، اور متقین[1] و فجّار کا فرق نہ کیا۔ حاشا ثم حاشاہم، تو ثابت ہوا کہ منع عام ہے۔ صرف فاسقات سے خاص نہیں، اور ان کا خصوصًا ذکر فرما کر زنانِ مصر کے خصائل گنانا اس لئے ہے کہ ان پر بدرجۂ اولیٰ حرام ہے، نہ کہ فقط فتنہ اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے، یا وہ بھی صرف مُغنّیہ و دلّالہ کو،۔

⑧ اسی نے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا، کہ حکم یہ بیان فرمایا کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں، بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے، ایسی کو حلال ہے، ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا، اس زمانہ کی کیا تخصیص، آگے فرمایا "خصوصًا زنانِ مصر" اور اس کی تعلیل[2] کی، کہ ان کا خ[3]روج بر وجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی تحریم کی وجہ ہے، نہ کہ حکم وقوعِ فتنہ سے خاص، اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص، ہاں! یہ مسلک شافعیہ کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عَنِ الشَّافِعِيِّ يُبَاحُ لَهُنَّ الْخُرُوْجُ۔ ولہذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں۔ شروحِ بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قولِ امام تیمی کہ "اس حدیث میں فسادِ بعض زنان کے سبب سے عورتوں کی ممانعت پر دلیل ہے" نقل کر کے کہا۔

قُلْتُ اَلَّذِيْ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ مَا قُلْنَا وَلَمْ يَحْدُثِ الْفَسَادُ فِي الْكُلِّ۔	میں نے کہا معتمد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا، سب عورتوں میں خرابی نہیں پیدا ہوئی ہے' ——— (مترجم)

[1] ——— پرہیزگاروں فاجروں بدعملوں کا ——— ۱۲ م
[2] ——— علت بتائی، سبب بیان کیا ۱۲ م ——— [3] نکلنا ——— ۱۲م

ان کے اس خیال کے د[1]و شافی جواب گزرے، اور تیسرا[2] سب سے اعلیٰ باذنہ تعالےٰ عنقریب آتا ہے، امام عینی نے یہاں اس سے تعرض نہ فرمایا، کہ اسی حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی ورق پہلے اپنے مذہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے ———

[1] و [2] ایک جواب تو یہ کہ دل کی صلاح و فساد پوشیدہ چیز ہے۔ کیا پتہ کس کے دل میں صلاح و درستی ہے فساد نہیں۔ اور کس میں فساد و خرابی ہے صلاح نہیں۔ دوسرا جواب یہ کہ حضرت فاروق اعظم، حضرت عبداللہ بن عمر اور ایک جلیل القدر تابعی رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے اپنے زمانہ اور اپنے گھر کی عورتوں کو روکا۔ جب دورِ صحابہ اور تابعین میں حالت بدل گئی، اور عورتوں کو روکا گیا تو کیا اس؛ ملنے کی عورتیں ان زمانوں کی خواتین سے بہتر ہیں کہ ان سے اندیشہ تھا۔ اِن سے اندیشہ نہیں۔ جب وہ روکی گئیں تو انہیں تو بدرجۂ اولیٰ روکا جائے گا ——— تیسرا جواب یہ آ رہا ہے کہ ہم نے مانا کہ عورت صالحہ و پارسا ہے، اس سے اندیشۂ فتنہ نہیں، مگر فتنہ یہیں تک محدود نہیں۔ فتنہ ایک اور ہے جو اس سے بھی سخت ہے۔ فاسقوں بدکاروں کی طرف سے عورت پر فتنے کا اندیشہ ہے۔ (جیسا کہ اس زمانے میں تجربہ روزمرہ ہے) یہاں عورت کی نیکی و پارسائی کیا کام دے گی؟ ——— اس فتنہ کا کیا علاج؟ ——— بہر حال عورت سے اندیشہ ہو یا عورت پر اندیشہ ہو دونوں خطرناک ہیں۔ لہذا ممانعت ضرور ہو گی۔

کاش! اگر عورتیں احکام اسلام پر عمل پیرا ہو کر اندرونِ خانہ رہ کر اپنی پاک دامنی محفوظ رکھتیں تو بدمعاشوں آوارہ گردوں کو عصمت دری اور ظلم و ستم کے یہ مواقع فراہم نہ ہوتے، جن پر آج بار بار احتجاج ہو رہا ہے، اور کوئی حل نظر نہیں آتا ——— خود عورتیں اپنے کو اسلامی شریعت کے دائرے میں رکھیں تو بڑی حد تک امان اور بہت سے فتنوں کا سدباب ہو جائے ——— ورنہ اسلامی شریعت کے احکام ٹھکرانے کا انجام اور بھی افسوسناک ہو سکتا ہے ——— خدا ہدایت دے، اور حفاظت فرمائے ——— آمین - ۱۲م

[3] ——— چھیڑنا ——— پیش آنا ——— ۱۲م

زیارتِ قبور کی عورتوں کو اس وقت اجازت تھی جب مسجد میں ان کا جانا مُباح تھا،

⑨ عبارتِ غنیہ کہ آپ نے نقل کی اس سے اوپر کی سطر دیکھئے کہ اجازت اس وقت تھی جب انہیں مسجدوں میں جانا مُباح تھا۔ اب مسجدوں کی ممانعت دیکھئے سب کو ہے یا زمانِ فتنہ گر کو؟ اس کے سات سطر بعد کی عبارت دیکھئے۔

يَعْضُدُهُ الْمَعْنَى الْحَادِثُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ الَّذِيْ بِسَبَبِهٖ كُرِهَ لَهُنَّ حُضُوْرُ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَاتِ الَّذِيْ اَشَارَتْ اِلَيْهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِقَوْلِهَا لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ بَعْدَهٗ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَاِذَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا هٰذَا عَنْ نِسَآءِ زَمَانِهَا فَمَا ظَنُّكَ بِنِسَآءِ زَمَانِنَا۔

اس کی تائید تبدیلی زمانہ سے پیدا ہونے والا وہ معنیٰ کر رہا ہے، جس کے سبب عورتوں کے لئے جمعہ وجماعت کی حاضری مکروہ ہوئی، جس کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنے اس فرمان سے اشارہ کیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے ان کے بعد پیدا کرلی ہے تو انہیں روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں جب عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں یہ فرما رہی ہیں، تو ہمارے زمانے کی عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ ——— (مترجم)

دیکھئے اسی مَنعِ مساجد سے سَندلی[1]، جس کا حکم عام ہے تو لِمَا فِيْ خُرُوْجِهِنَّ مِنَ الْفَسَادِ سے فسادِ بعض ہی مراد، اور اسی سے مَنعِ کُل مُستفاد، نہ کہ صرف

[1] و [2] فاضل سائل نے غُنیۃ المستملی کی عبارت نقل کرکے اس سے بھی اِستدلال کرنا چاہا تھا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے سائل کو اس سے آگے پیچھے کی عبارت دکھائی۔ اور بتایا کہ صاحب غُنیہ نے اس وقت

فساد والیوں پر قصر ارشاد۔

قبروں پر جانے والی عورت مُستحقِّ لعنت ہے

⑩ غنیہ نے ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کی عبارت منقول کردہ متصل بحوالہ تاتارخانیہ تھا،) یہ قیمی سے جو کچھ نقل فرمایا، وہ بھی ملاحظہ ہو۔

سُئِلَ الْقَاضِيْ عَنْ جَوَازِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْمَقَابِرِ قَالَ لَا تَسْئَلْ عَنِ الْجَوَازِ وَالْفَسَادِ فِيْ مِثْلِ هٰذَا وَاِنَّمَا يُسْئَلُ عَنْ مِقْدَارِ مَا يَلْحَقُهَا مِنَ اللَّعْنِ فِيْهَا وَاعْلَمْ اَنَّهَا كُلَّمَا قَصَدَتِ الْخُرُوْجَ كَانَتْ فِيْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَاِذَا خَرَجَتْ تَحُفُّهَا الشَّيَاطِيْنُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَاِذَا اَتَتِ الْقُبُوْرَ يَلْعَنُهَا رُوْحُ الْمَيِّتِ وَاِذَا رَجَعَتْ كَانَتْ فِيْ لَعْنَةِ اللّٰهِ۔

یعنی امام قاضی سے استفسار ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ایسی جگہ جواز وعدم جواز نہیں پوچھتے، یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے ——— جب گھر سے باہر نکلتی ہے، سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔ جب قبر تک پہونچتی ہے میت کی رُوح اس پر لعنت کرتی ہے ——— جب واپس آتی ہے، اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ (مترجم)

کی اجازت بیان کی ہے جب عورتوں کیلئے مسجدوں کی حاضری جائز تھی۔ مگر اپنے زمانے کے لئے تو وہ بھی عورتوں کا زیارتِ قبر کو جانا، ناجائز مانتے ہیں۔ اور دلیل میں یہی پیش کرتے ہیں کہ عورتوں کو مسجدوں کی حاضری سے ممانعت ہوئی تو قبروں کی حاضری سے بھی ممانعت ہوگی ——— اب دیکھئے کہ مساجد کی حاضری سے ممانعت سب کے لئے ہے یا بعض کے لئے؟ جب مسجدوں کی حاضری سے ممانعت سب کے لئے ہے تو قبروں کی حاضری سے ممانعت بھی سب کے لئے ہوگی ——— اب آپ اپنی منقولہ عبارت پر غور کیجئے۔ عبارت ہے لِمَا فِيْ خُرُوْجِهِنَّ مِنَ الْفَسَادِ (کیونکہ ان عورتوں کے نکلنے میں خرابی ہے)

ملاحظہ ہو استفسار کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا؟ مطلق عورتوں کے قبروں کو جانے کا سوال تھا! اس کا یہ جواب ملا، اس جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے؟ غرض یہ تمام عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا، آپ کی نقیض مدّعا میں نص ہیں۔

(۱۱) یہاں ایک نکتہ اور ہے، جس سے عورتوں کی قسمیں بنانے، ان کی صلاح و فساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے، اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے، اگرچہ کیسی صالحہ پارسا ہو۔ فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو۔ وہ بھی ہے، اور سخت تر ہے، جس کا فسّاق سے عورت پر اندیشہ ہو، یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی؟۔

حضرت زبیر نے اپنی زوجہ کو مسجد نبوی میں جانے سے روک دیا

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجۂ مقدسہ صالحہ، عابدہ، زاہدہ، تقیہ، نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنیٰ پر عملی طور سے مُتَنَبِّہ کر کے حاضریِ مسجدِ کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا، ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا، پہلے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ قبلِ نکاح امیر المؤمنین سے شرط کرالی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اس زمانۂ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطعی جزمی نہ تھی، جس کے سبب بیبیوں سے حاضریِ مسجد اور گاہ گاہ زیارتِ بعض مزارات بھی منقول، صحیحین میں حضرت

ظاہر ہے کہ یہ فساد و خرابی دنیا کی تمام عورتوں میں نہیں، صرف بعض میں ہے ——— تو معلوم ہوا کہ صاحبِ غنیہ فسادِ بعض ہی کے سبب سب کی حاضری کو ممنوع بتا رہے ہیں، کیونکہ انہوں نے ممانعت مسجد سے استدلال کیا ہے، جو سب کے لئے ہے۔ تو یہ حاضریِ قبر کی ممانعت بھی سب کے لئے ہو گی ——— ایسا نہیں کہ ان کا ارشاد صرف فساد والیوں پر محدود ہے ——— ۱۲م

امِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا، مگر قطعی ممانعت نہ تھی۔ (مترجم)

اسی پر غنیہ کی اس عبارت میں فرمایا کہ یہ اس وقت تھا، جب حاضریِ مسجد انہیں جائز تھی۔ اب حرام اور قطعی ممنوع ہے۔ غرض اس وجہ سے امیر المؤمنین نے ان کی شرط قبول فرمالی، پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں۔ یہ کہیں آپ منع فرما دیں میں نہ جاؤں گی۔ امیر المؤمنین بہ پابندیِ شرط منع نہ فرماتے، امیر المؤمنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا، منع فرماتے وہ نہ مانتیں، ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے میں چھپ رہے، جب یہ آئیں، اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انہوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا، اور چھپ رہے۔ حضرت عاتکہ نے کہا۔

اِنَّا لِلّٰهِ، فَسَدَ النَّاسُ۔

ہم اللہ کے لئے ہیں، لوگوں میں فساد آگیا۔ (مترجم)

یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں، اور پھر جنازہ ہی نکلا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو، اس کی طرف سے اندیشہ نہ بھی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج؟

یہ ممانعت رفعِ شر کے لئے ہے

اب یہ سب کو ایک پھانسی پر لٹکانا ہوا، یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا؟، ہمارے ائمہ نے دونوں علتیں ارشاد فرمائیں۔ ارشاد ہدایہ لِمَا فِيْهِ مِنْ خَوْفِ الْفِتْنَةِ دونوں کو شامل ہے، عورت سے خوف ہو، یا عورت پر خوف ہو۔ اور آگے علتِ دوم کی تصریح فرمائی کہ

لَا بَاسَ لِلْعَجُوْزِ اَنْ تَخْرُجَ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَالَا يَخْرُجْنَ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِاَنَّهٗ لَا فِتْنَةَ لِقِلَّةِ الرَّغْبَةِ اِلَيْهَا وَلَهٗ اَنَّ فَرْطَ الشَّبَقِ حَامِلٌ فَتَقَعُ الْفِتْنَةُ غَيْرَ اَنَّ الْفُسَّاقَ اِنْتِشَارُهُمْ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْجُمُعَةِ۔

فجر، مغرب اور عشاء کے اندر بڑھیا کو آنے میں حرج نہیں، اور امام ابو یوسف و امام محمد کہتے ہیں کہ بڑھیا تمام نمازوں میں حاضر ہو، اس لئے کہ اس کے نکلنے میں فتنہ نہیں، کیونکہ اس کی طرف رغبت کم ہوتی ہے۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ زیادتیِ شہوت یہاں برانگیختہ کرتی ہے، تو فتنہ واقع ہو جائے گا۔ ہاں یہ کہ فسّاق داد باش ظہر، عصر اور جمعہ کے اوقات میں اِدھر اُدھر پھیلے رہتے ہیں، تو ان ہی اوقات میں بڑھیا کیلئے ممانعت ہوئی۔ (مترجم)

غلبۂ فساد کے پیشِ نظر جماعت میں عورت کی شرکت منع ہے۔

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا۔

بِالنَّظَرِ اِلَى التَّعْلِيْلِ الْمَذْكُوْرِ مُنِعَتْ غَيْرُ الْمُزَيَّنَةِ اَيْضًا لِغَلَبَةِ الْفُسَّاقِ وَلَيْلًا وَاِنْ كَانَ النَّصُّ يُبِيْحُهٗ لِاَنَّ الْفُسَّاقَ فِيْ زَمَانِنَا اَكْثَرُ انْتِشَارِهِمْ وَتَعَرُّضِهِمْ بِاللَّيْلِ وَعَمَّمَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ الْمَنْعَ لِلْعَجَائِزِ وَالشَّوَابِّ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِغَلَبَةِ الْفَسَادِ فِيْ سَائِرِ الْاَوْقَاتِ۔

دلیل مذکور کے پیشِ نظر ایسی عورت کو بھی روکا گیا جو خود بدکار نہیں، کیونکہ بدمعاشوں کا غلبہ ہے، اور رات کو بھی ممانعت ہے۔ اگرچہ نصِ امام سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہمارے زمانے میں فاسقوں بدکاروں کی چلت پھرت اور چھیڑ چھاڑ زیادہ تر رات ہی کو ہوتی ہے اور بعد کے علماء نے تو، بوڑھیوں، جوانوں سب کے لئے تمام نمازوں میں عام ممانعت کر دی ہے، کیونکہ اب تمام اوقات میں فساد و خرابی کا غلبہ ہے

اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو، خود اسی عمدۃ القاری جلد سوم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھئے۔

فِيْهِ (اَيْ فِي الْحَدِيْثِ) اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ (اَيْ لِلزَّوْجِ) اَنْ يَاْذَنَ،

حدیث میں ہے کہ شوہر کو چاہئے کہ عورت کو اجازت دے دے، اور اسے ایسے کام سے نہ روکے جس

اِلَّا وَلَا يَمْنَعَهَا مِمَّا فِيْهِ مَنْفَعَتُهَا وَذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَخَفِ الْفِتْنَةَ اِلَيْهَا وَلَا بِهَا وَقَدْ كَانَ هُوَ الْاَغْلَبَ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ بِخِلَافِ زَمَانِنَا هٰذَا فَاِنَّ الْفَسَادَ فِيْهِ فَاشٍ وَالْمُفْسِدُوْنَ كَثِيْرُوْنَ وَحَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا۔

میں اس کا فائدہ ہے۔ یہ حکم اس حالت میں ہے جبکہ عورت سے اور عورت پر فتنے کا اندیشہ نہ ہو، اور سرکار کے مبارک زمانے میں ایسا ہی تھا، بخلاف ہمارے زمانہ کے کہ اس میں بُرائی پھیلی ہوئی ہے۔ اور مُفسدین بدعمل زیادہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی حدیث بھی اس کا پتہ دے رہی ہے (مترجم)

زیارتِ قبور عورتوں کے لئے حرام ہے

اسی کی جلد چہارم میں مطلب واضح کر دیا، کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں، بلکہ حرام ہے، یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے، ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو پہلے بھی حرام تھا، اس زمانہ کی کیا تخصیص؟۔

آگے فرمایا خصوصاً زنانِ مصر" اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہِ فتنہ ہے۔ یہی اَولویّتِ تحریم کی وجہ ہے۔ نہ کہ حکم وقوعِ فتنہ سے خاص، اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص، ہاں! یہ مسلک شافعیوں کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سُن چکے کہ عَنِ الشَّافِعِيِّ يُبَاحُ لَهُنَّ الْخُرُوْجُ ولہٰذا کرمانی، پھر عسقلانی، پھر قسطلانی کہ سب شافعیّہ ہیں، شروحِ بخاری میں اس طرف گئے، کرمانی نے قولِ امام تیمی کہ "فسادِ بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے"۔ نقل کر کے کہا۔

قُلْتُ اَلَّذِيْ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ مَا قُلْنَا وَلَمْ يَحْدُثِ الْفَسَادُ فِي الْكُلِّ۔

میں نے کہا: معتمد وہی ہے۔ جو ہم نے بیان کیا، سب عورتوں میں تو خرابی نہیں آئی ہے — (مترجم)

جلد چہارم میں ابو عمر ابن عبد البر سے دیکھئے۔

اَمَّا الشَّوَابُّ فَلَا تُؤْمَنُ مِنَ الْفِتْنَةِ عَلَيْهِنَّ وَبِهِنَّ حَيْثُ خَرَجْنَ وَلَا شَيْءَ لِلْمَرْأَةِ اَحْسَنُ مِنْ لُزُوْمِ قَعْرِ بَيْتِهَا۔

رہیں جوان عورتیں تو ان پر اور ان سے فتنہ واقع ہو جانے سے بے خوفی نہیں، یہ جہاں بھی نکلیں، عورت کے لئے اپنے گھر کی تہ اختیار کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ (مترجم)

الحمد للہ! اب تو وضوحِ حق میں کچھ کمی نہ رہی۔

شوہر صرف چند مقامات پر جانے کیلئے عورت کو اجازت دے،

(۱۲) ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علماءِ کرام نے خروجِ زن کے چند مواضع گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ مُرُوْجُ النَّجَا لِخُرُوْجِ النِّسَا میں ہے۔ اور صاف فرما دیا ہے کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دے گا تو دونوں گنہگار ہوں گے۔

درمختار میں ہے۔

لَا تَخْرُجُ اِلَّا لِحَقٍّ لَهَا اَوْ عَلَيْهَا اَوْ لِزِيَارَةِ اَبَوَيْهَا كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً اَوِ الْمَحَارِمِ كُلَّ سَنَةٍ وَلِكَوْنِهَا قَابِلَةً اَوْ غَاسِلَةً لَا فِيْمَا عَدَا ذٰلِكَ وَاِنْ اَذِنَ كَانَا عَاصِيَيْنِ۔

عورت نہ نکلے مگر اپنے لئے یا اپنے اوپر کسی حق کے سبب یا ہر ہفتہ میں ایک بار والدین کی ملاقات کیلئے یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لئے اور دایہ یا نہلانے والی ہونے کے سبب۔ ان کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے۔ اور اگر شوہر نے اجازت دے دی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ (مترجم)

نوازلِ امام فقیہ ابو اللیث و فتاویٰ خلاصہ و فتح القدیر وغیرہا میں ہے۔

يَجُوْزُ لِلزَّوْجِ اَنْ يَّاْذَنَ لَهَا بِالْخُرُوْجِ اِلٰى سَبْعَةِ مَوَاضِعَ زِيَارَةُ الْاَبَوَيْنِ وَعِيَادَتُهُمَا وَتَعْزِيَتُهُمَا اَوْ اَحَدِهِمَا وَزِيَارَةُ الْمَحَارِمِ فَاِنْ كَانَتْ قَابِلَةً اَوْ غَاسِلَةً اَوْ كَانَ لَهَا عَلٰى اٰخَرَ حَقٌّ اَوْ كَانَ لِاٰخَرَ عَلَيْهَا حَقٌّ تَخْرُجُ بِالْاِذْنِ وَبِغَيْرِ الْاِذْنِ وَالْحَجُّ عَلٰى هٰذَا وَفِيْمَا عَدَا ذٰلِكَ مِنْ زِيَارَةِ الْاَجَانِبِ وَعِيَادَتِهِمْ وَالْوَلِيْمَةِ لَا يَاْذَنُ لَهَا وَلَوْ اَذِنَ وَخَرَجَتْ كَانَا عَاصِيَيْنِ۔

شوہر کے لئے جائز ہے کہ عورت کو سات مقامات میں نکلنے کی اجازت دے (۱) ماں، باپ دونوں یا کسی ایک کی ملاقات (۲) انکی عیادت (۳) انکی تعزیت (۴) محارم کی ملاقات (۵) اگر دایہ ہو (۶) یا مُردہ کو

نہلانے والی ہو (۷) یا اس کا کسی دوسرے پر حق ہو یا دوسرے کا اس پر حق ہو، تو ان آخری تین صورتوں میں اجازت لیکر اور بلا اجازت بھی نکلے گی۔ حج بھی اسی حکم میں ہے۔ ان صورتوں کے علاوہ اجنبیوں کی ملاقات ان کی عیادت، اور دعوتِ ولیمہ کے لئے شوہر اجازت نہ دے، اگر اجازت دی اور عورت گئی تو مرد و عورت دونوں گنہگار ہوں گے لہ (مترجم)

لہ یہ عبارت اور یہ سات مقامات یاد رکھنے کے ہیں —— مردوں نے عورتوں کو آنے جانے کے معاملے میں زیادہ چھوٹ دے رکھی ہے، اس کا شریعت میں کہیں پتہ نہیں۔ انہیں اپنی ماتحت عورتوں کے بارے میں اتنی خوش فہمی رہتی ہے کہ جہاں کسی عورت نے کسی عرس، کسی اجتماع، کسی شادی، کسی جلسے میں شرکت، کسی غیر محرم قرابت دار یا کسی دوست کے یہاں حاضری کی خواہش ظاہر کی انہوں نے اجازت دی —— یا اتنے سے نہیں تو ضد اور اصرار کے بعد تو ضرور تابع فرمان ہوئے —— لوگ راہوں اور غیر محرموں کے گھروں میں عورتوں کی بے پردگی، نامحرموں سے آنکھیں ملا کر گفتگو، یا کم از کم اجنبیوں وہ بھی فاسقوں فاجروں بلکہ کافروں شاطروں خدا ناترسوں کی نظر پڑنے کا تماشہ خود دیکھتے ہیں —— اور دوسروں کی عورتوں کیلئے اسے سخت ناپسند بھی کرتے ہیں، اور واقعی حمیتِ اسلام کا تقاضا بھی یہی ہونا چاہئے۔ مگر خود بھی تو اجازت دیتے وقت انجام پر غور کر لینا چاہئے ——

یہ اور بات ہے کہ مولائے کریم کی طرف سے حفاظت ہو جائے، اور اصل فتنے کا وقوع نہ ہو —— مگر بتایئے کیا شریعت نے عورت کو نامحرموں، اجنبیوں کے سامنے اس بے پردگی کی کہیں اجازت دی ہے؟ —— صحابہ و تابعین تو اپنی پارسا، نمازی، متقی عورتوں کے لئے وہ پابندیاں رکھیں، اور اب یہ آزادیاں دی جائیں —— دونوں حالتوں اور نظریوں میں کتنا فرق ہے؟ —— اب تو پہلے سے زیادہ پابندی کی ضرورت ہے —— اللہ ہدایت دے اور شریعت مطہرہ پر عمل کی توفیق سے نوازے —— آمین —— ۱۲م

ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارت قبور کا بھی اِستثنار کیا؟ ——— کیا یہ اِستثنا کسی معتمد کتاب میں مل سکتا ہے؟۔

(۱۳) اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقِ وَبِہِ الْوُصُوْلُ اِلٰی ذُرَی التَّحْقِیْقِ۔ | میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور اسی کی مدد سے تحقیق کی بلندیوں تک رسائی ہے۔ (مترجم)

محض زیارت قبر اور زیارت قبور کیلئے عورتوں کے نکلنے میں فرق ———

اِن تمام مباحثِ جلیلہ سے بحمد اللہ تعالےٰ ایک جلیل و دقیق توفیق انیق ظاہر ہوئی[1] عامۂ مجوزین، "نفسِ زیارتِ قبر" لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی، زیارتِ قبور کے لئے "خروجِ نساء" نہیں کہتے۔ عام کتب میں اسی قدر ہے۔ اور مانعین زیارتِ قبر کے لئے عورتوں کے "جانے" کو منع فرماتے ہیں، ولہٰذا

[1] یہی وہ تطبیق ہے جس کا اشارہ ۲ کے حاشیہ میں گزرا۔ ——— حاصل یہ ہے کہ علمائے کرام کی عبارتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جائز کہنے والے عام علماء نے یہ لکھا ہے کہ عورت کے لئے "زیارتِ قبر" جائز ہے ——— اور ناجائز کہنے والوں نے یہ فرمایا ہے کہ زیارتِ قبر کے لئے عورتوں کا "جانا" منع ہے۔ جو جائز کہنے والے ہیں وہ "زیارتِ قبر" کو جائز کہتے ہیں۔ اس مقصد سے "جانے اور باہر نکلنے" کو نہیں ——— اور جو ناجائز کہتے ہیں وہ زیارتِ قبر کے لئے "جانے اور باہر نکلنے" کو ناجائز کہتے ہیں۔ خاصۃً زیارتِ قبر کو نہیں ——— تو اگر ایسی صورت ہو کہ اس مقصد سے نکلنا نہ پایا جائے، اور زیارتِ قبر کرلیں تو منع کرنے والے بھی اسے جائز رکھیں گے ——— مثلاً (۱) قبر گھر میں ہے (۲) عورت سفرِ حج (۳) یا کسی سفرِ جائز کو جارہی ہے۔ راہ میں قبر ہے۔ اس نے زیارت کرلی تو اس قدر جائز ہی ہوگا۔ بشرطیکہ ایسا کوئی امر نہ پایا جائے جو شرعاً جائز نہیں ——— مثلاً رونا دھونا، بے صبری، گھبراہٹ پریشانی ظاہر کرنا، قبر کی بے ادبی یا حدِ شرع سے زیادہ تعظیم کرنا وغیرہ ——— لیکن چونکہ یہ ساری رعایتیں عموماً عورتوں سے ہو نہیں پاتیں۔ اس لئے فاضل بریلوی آگے فرماتے ہیں ——— کہ زیادہ خیریت اسی میں ہے کہ انہیں اس سے بھی روکا جائے (عام اجازت نہ دی جائے) ——— اور ایک مستحب کی طمع میں بہت سی ممنوعات کا خطرہ مول نہ لیا جائے ——— ۱۲م

خروج اِلَی المسجد کی ممانعت سے سند لاتے ہیں۔ اور ان کے خروج میں خوفِ فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں، تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کئے، اسی طرف جاتے ہیں۔ تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفرِ جائز کو گئی، راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کرلی، بشرطیکہ جزع و فزع و تجدید حزن و بکا و نوحہ و افراط و تفریط ادب وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو۔

کشف بزدوی میں جن روایات سے صحتِ رخصت پر استناد فرمایا، اُن کا مفاد اسی قدر ہے۔

حَیْثُ قَالَ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الرُّخْصَۃَ ثَابِتَۃٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِیْعًا فَقَدْ رُوِیَ اَنَّ عَائِشَۃَ رضی اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَاِنَّھَا لَمَّا خَرَجَتْ حَاجَّۃً زَارَتْ قَبْرَ اَخِیْھَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔ | انہوں نے یوں فرمایا۔ اور صحیح تر یہ ہے کہ رخصت مرد و عورت دونوں کے لئے ثابت ہے۔ کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا قبر رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت تو ہر وقت کرتیں، اور جب سفرِ حج کو نکلیں تو راہ میں اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی قبر کی زیارت کرلیں ——— (مترجم)

عورتوں کا زیارت قبور کیلئے جانا مکروہ تحریمی ہے

بحر الرائق و عالمگیری و جامع الرموز و مختار الفتوی و کشف الغطاء و سراجیہ و دُرِّ مختار و فتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں اِستناد کیا، ہمارے خلاف نہیں، ہاں مأۃ مسائل پر رد ہیں۔ جس میں مطلق کہا تھا "لہٰذا زنان را زیارتِ قبور بقولِ اصح مکروہ تحریمی است"۔ لاجرم وہی درِّ مختار جس میں تھا،

لَا بَاْسَ بِزِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَاءِ | عورتوں کے لئے "زیارتِ قبور" میں حرج نہیں (مترجم)

اسی میں ہے۔

وَیُکْرَہُ خُرُوْجُھُنَّ تَحْرِیْمًا | عورتوں کا نکلنا، مکروہ تحریمی ہے۔ (مترجم)

جنازے میں شرکت کی ممانعت

وہی بحر الرائق جس میں تھا۔ الاصح
اَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لَّهُمَا[1]

اسی میں ہے ـــــ

لَا يَنْبَغِيْ لِلنِّسَاءِ اَنْ يَّخْرُجْنَ
فِي الْجَنَازَةِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ
وَقَالَ انْصَرِفْنَ مَأْزُوْرَاتٍ غَيْرَ
مَأْجُوْرَاتٍ۔

عورتوں کو جنازے میں نکلنا نہ چاہئے ـــــ
کیونکہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انہیں
اس سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ وہ گنہ گار بے
ثواب پلٹتی ہیں ـــــ

ـــــ (مترجم)

اتباعِ جنازہ کہ فرضِ کفایہ ہے جب اس کے لئے ان کا خروج ناجائز ہوا
تو زیارتِ قبور کہ صرف مستحب ہے، اس کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے؟۔
پھر نفسِ زیارتِ قبر جس کے لئے عورت کا خروج نہ ہو، اس کا جواز بھی عِندَ التحقیق
فی نفسہٖ ہے کہ جن شروطِ مذکورہ سے مشروط ان کا اجتماع نظر بعادتِ زناں
نادر ہے، اور نادر پر حکم نہیں ہوتا۔ تو سبیلِ اسلم اس سے بھی روکنا ہے۔

زیارتِ قبر سے منع کرنے اور نہ منع کرنے میں تطبیق اور اس پر اعلیٰ حضرت کا حاشیہ

ردّ المحتار و منحۃ الخالق میں ہے۔

اِنْ كَانَ ذٰلِكَ لِتَجْدِيْدِ الْحُزْنِ
وَالْبُكَاءِ وَالنَّدْبِ عَلٰى مَا جَرَتْ
بِهٖ عَادَتُهُنَّ فَلَا يَجُوْزُ وَعَلَيْهِ
حَمْلُ حَدِيْثِ لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ
الْقُبُوْرِ وَاِنْ كَانَ لِلْاِعْتِبَارِ وَالتَّرَحُّمِ

اگر یہ غم تازہ کرنے، رونے اور بین کرنے کے لئے
ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے۔
اسی پر محمول ہو گی یہ حدیث کہ اللہ نے زیارتِ قبر
کرنے والیوں پر لعنت کی؛ اور اگر عبرت حاصل
کرنے، رونے بغیر رحم کھانے، اور قبورِ صالحین سے

---

[1] صحیح تر یہ ہے کہ رخصتِ زیارت مرد و عورت دونوں کے لئے ثابت ہے ـــــ ۱۲م

مِنْ حَيْثُ بُكَاءٍ وَالتَّبَرُّكِ بِزِيَارَةِ
قُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ فَلَا بَأْسَ اِذَا كُنَّ
عَجَائِزَ وَيُكْرَهُ اِذَا كُنَّ شَوَابَّ
كَحُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ اھ زَادَ
فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ وَهُوَ تَوْفِيْقٌ حَسَنٌ
اھ مَا كَتَبْتُ عَلَيْهِ ـــ اَقُوْلُ ـــ
قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ الْفَتْوٰى عَلَى الْمَنْعِ
مُطْلَقًا وَلَوْ عَجُوْزًا وَلَوْ لَيْلًا
فَكَذٰلِكَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ بَلْ
اَوْلٰى۔

برکت حاصل کرنے کے لئے ہو تو جماعت مسجد
میں حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں
اور جوانوں کے لئے مکروہ ہے۔ ردّ المحتار میں
اضافہ کیا کہ "یہ عمدہ تطبیق ہے" اس پر میں نے
(امام احمد رضا نے) حاشیہ لکھا۔ میں کہتا ہوں
یہ معلوم ہو چکا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جماعتِ
مسجد کی حاضری عورتوں کے لئے مطلقاً منع ہے،
اگرچہ عورت بوڑھی ہو، اگرچہ رات کو نکلے، تو یوں
ہی زیارتِ قبور کو نکلنے میں سبھی عورتوں کیلئے ممانعت
ہو گی، بلکہ یہاں بدرجۂ اولیٰ ہو گی۔ (مترجم)

(۱۴) آپ نے ایک صورت شیخ فانی[1] مرتعش سے پردے کے اندر توجہ لینے کی
ذکر کی ہے اس میں کیا حرج ہے۔ جب کہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہو نہ اسے
یہاں سے علاقہ۔

اللہ کی طرف بلانے والا صرف مرد ہی ہو سکتا ہے

(۱۵) مگر وہ جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا ـــ
صحیح نہیں، ائمۂ باطن کا اجماع ہے،
کہ عورت داعی[2] الی اللہ نہیں ہو سکتی،
ہاں تدابیر ارشاد کردہ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔

---

[1] شیخ فانی، فنا کے قریب پہونچا ہوا بوڑھا۔ مرتعش، جس کو رعشہ اور برابر کپکپی کا مرض ہو ـــ ۱۲م

[2] داعی الی اللہ، اللہ کی طرف دعوت دینے والی۔ ظاہر ہے کہ اہلِ باطن اپنی اصطلاح میں داعی الی اللہ اس کو نہیں سمجھتے۔ جس نے کسی کو نماز و روزہ یا اسلام و ایمان کی تلقین کر دی۔ یہ تو ہماری اصطلاح میں داعی و مبلغ کہا جائے گا۔ مگر اہلِ باطن داعی الی اللہ اسے کہیں گے جو اپنی ہدایت و ارشاد، تربیت و تعلیم اور ذکرِ باطن کے ذریعہ خدا تک پہونچنے کی دعوت دینے والا، اور خدا تک پہونچانے والا ہو، جیسا کہ

امام شعرانی میزانُ الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

قَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْكَشْفِ عَلَى اشْتِرَاطِ الذُّكُوْرَةِ فِىْ كُلِّ دَاعٍ اِلَى اللّٰهِ وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّ اَحَداً مِنْ نِسَاءِ السَّلَفِ الصَّالِحِ تَصَدَّرَتْ لِتَرْبِيَةِ الْمُرِيْدِيْنَ اَبَداً لِنَقْصِ لِلنِّسَاءِ فِى الدَّرَجَةِ وَاِنْ وَرَدَ الْكَمَالُ فِىْ بَعْضِهِنَّ كَمَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ فَذَالِكَ كَمَالٌ بِالنِّسْبَةِ لِلتَّقْوٰى وَالدِّيْنِ لَا بِالنِّسْبَةِ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ وَتَمْلِيْكِهِمْ فِىْ مَقَامَاتِ الْوِلَايَةِ وَغَايَةُ اَمْرِ الْمَرْأَةِ اَنْ تَكُوْنَ عَابِدَةً زَاهِدَةً كَرَابِعَةَ الْعَدَوِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا۔

اہل باطن کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ ہر داعی الی اللہ کے لئے مرد ہونا شرط ہے۔ اور ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ سلفِ صالحین کی مستورات میں سے کوئی خاتون مریدوں کی تربیت کے لئے کبھی صدر نشیں ہوئی ہوں — کیونکہ عورتیں درجہ میں ناقص ہیں۔ اور بعض خواتین مثلاً حضرت مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بارے میں جو کامل ہونے کا ذکر آیا ہے، تو یہ کامل ہونا تقویٰ اور دینداری کے لحاظ سے ہے۔ لوگوں کے درمیان حاکم ہونے اور انہیں مقاماتِ ولایت طے کرانے کے لحاظ سے نہیں ہے۔ عورت کی غایتِ شان بس یہ ہے کہ عابدہ، زاہدہ ہو، جیسے رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ (مترجم)

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ۔

—○○○—

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ کی عبارت سے ظاہر ہے — یقیناً ان کے نزدیک یہ عورت کا منصب نہیں، ہاں عورت کا منصب اتنا ضرور ہے کہ اپنی اولاد، محارم، شوہر یا صرف عورتوں کو نیک باتوں کا حکم کرے — برائیوں سے روکے، البتہ نامحرموں اور عام مجمعوں سے خطاب کرنا اس کے حدود سے باہر ہے — ۱۲ م

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ چند

اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبد الوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہوگیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین صاحب، مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا [illegible] شوال ۱۴۱۶ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی مسلک اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتی اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ ہجری

بے شمار اسلامی مسائل و مباحث پر مشتمل ایک نادر و وقیع مجموعہ
فقہ حنفی کا عظیم شاہکار
فتاویٰ رضویہ مترجم
از
فقیہ اسلام امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی
بریلوی قدس سرہٗ۔ وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء
خصوصیات فتاویٰ رضویہ مترجم
عربی و فارسی عبارتوں کے اردو ترجمے
حوالوں کی تخریج اور حسب ضرورت تحشیہ
معیاری کتابت — عمدہ کاغذ — آفسیٹ طباعت — عمدہ جلد
رضا فاؤنڈیشن لاہور کا تاریخی کارنامہ
مندرجہ بالا خصوصیات کے ساتھ فتاویٰ رضویہ اول، دوم، سوم کو آٹھ جلدوں میں
مرتب کیا گیا ہے۔ یہ آٹھوں جلدیں شاندار طباعت، عمدہ جلد اور نفیس کاغذ کے ساتھ
ہندوستان میں پہلی بار منظر عام آچکی ہیں — قیمت مجلد آٹھ جلدیں ۱۶۰۰/
تاجران کتب کے لئے خصوصی رعایت
ناشر
رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
تقسیم کار
فاروقیہ بکڈپو ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

فروغِ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرّر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

مزارات پر
عورتوں کی حاضری
از
اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷، میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳
شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹